نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم مولانا راشد الحق سمیع

ترکی ،ملائیشیا اور پاکستان کے انتخابات

امیدیں،توقعات اور خدشات

عالم اسلام کے تین اہم اسلامی ممالک میں گزشتہ چند ماہ کے دوران انتخابات کا انعقاد ہوا، جس میں سرفہرست ترکی کے انتخابات ہیں،ترکی میں حالیہ انتخابات کے حوالہ سے امت مسلمہ انتہائی بے چینی اورشدت سے نتائج کا انتظار کررہی تھی ،مسلمان ممالک کے علماء مشائخ اور لاکھوں اسلام پسندوں کی آخری امید رجب طیب اردگان کے ساتھ وابستہ تھی کیونکہ اردگان ہی اِن ۵۴مسلم حکمرانوں میں واحد مردِ حُر، وسیع الفکر، وسیع النظر اور وسیع الظرف نڈر لیڈر تھے جنہوں نے مغرب اور امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہر موقع اور ہر فورم پر مسلمانوں کی موثر نمائندگی اور مظلوموں کی بھرپور ترجمانی کی اور کمال اتاترک ’’مردِ ناداں‘‘ نے جو خلافت کی قباء چاک کردی تھی اس کی رفوگری اور پیوندکاری بڑی حکمت ،مہارت اور کامیابی سے سرانجام دی۔الحمدللہ بلآخران تمام کاوشوں اور فضل خداوندی سے انہوں نے صدارتی الیکشن میں شاندار کامیابی حاصل کرکے اپنے تینوں حریفوں کے مدمقابل 53.1 فیصد ووٹ لے کرنمایاں سبقت حاصل کی۔

الیکشن میں کامیابی پر جہاں پوری امت مسلمہ میں خوشی منائی گئی وہاں مغربی میڈیا کا منفی اور جانبدرانہ کردار مزید اُبھرکر سامنے آیااوران کے خلاف ہرسطح پر بھرپورمہم چلائی گئی۔ممتاز امریکی اور یورپی اخبارات وجرائد نے اِن کے خلاف آرٹیکل شائع کئے اور ان کے مدمقابل اپوزیشن لیڈرمحرم انجے سے توقعات وابستہ کی گئیں لیکن انتخابی نتائج نے ان سب کو بری طرح مایوس کیا۔اب یورپ اور امریکہ ترکی کے ساتھ اپنے تعلقات کومستقبل میں کس انداز میں چلائے گا؟ اور ترکی روس کیساتھ قربت کے باوجود مغرب کوکس انداز میں ہینڈل کرے گا؟ اس کا اندازہ کچھ عرصے میں ہوجائیگا۔پاکستان میں طیب اردگان ماڈل کوسیاسی حوالوں سے دیکھا جاتا ہے، دائیں بازو کے لوگ اُن کو پسند کرتے ہیں اور انکی خیرہ کن کامیابیوں سے ایک خاص انداز کی ترغیب وتحرک لیتے ہیں۔دراصل طیب اردگان جیسا کوئی شخص جس کا بیک گرانڈ مذہبی ہو، جومغرب خاص کر امریکہ کوالفاظ چبائے بغیرللکارکرمخاطب کرتا ہو،فلسطینیوں کی حمایت اور اسرائیل کی مخالفت میں شعلہ بیانی کرے،جسکی اہلیہ سر پر حجاب لیتی ہو،ان کا لائف سٹائل روایتی مذہبی ہو،ایسے سیاسی لیڈر کی کامیابی اسلام پسندوں کیلئے فطری طور پر امیدافزا ہو گی۔مگر اُنکی کامیابی سے مسلم دنیا کو بالعموم اورخصوصاً مذہبی قوتوں کوسبق سیکھنا پڑے گا، انہوں نے پندرہ بیس سال کی طویل اور صبر آزما

جدوجہد میں کیا پایا کیا کھویا؟ عوام کو کیا ریلیف دیا؟ اسلام کو کس موثر انداز میں پیش کیا؟

مغربی تہذیب میں ڈوبے ہوئے اور کمال اتاترک کے مسلط کردہ سیکولرازم کا جنازہ نکالنا اور پھر اپنی ''گمشدہ متاع''، ''اسلام'' کی طرف واپسی کا سفر باعث صد افتخار ومسرت ہے۔ مسلم خوابیدہ کا جاگنا اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ ایمانی حرارت مادیت اور سیکولرازم سے کچھ دیر کے لئے ٹھنڈی تو ہوسکتی ہے لیکن مُردہ اور بُجھ نہیں سکتی۔ یورپ کے دہانے پر ایک جدید معاشی مضبوط اسلامی حکومت کا مستقل بنیادوں پر کھڑا کرنا سارا یورپ اور امریکہ اپنے لئے ایک خطرے کا الارم سمجھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ طیب اردگان کی نئی حکومت کی حفاظت فرمائے اور بدی کی قوتوں کی سازشوں سے محفوظ رکھے

اسی طرح ترکی میں انتخابات سے قبل عالم اسلام کے ایک دوسرے اہم برادر اسلامی ملک ملائیشیا کے انتخابات پر بھی ساری دنیا کی نظریں جمی ہوئی تھیں، کیونکہ اس میں معاشی لحاظ سے جدید ترقی یافتہ ملک ملائیشیا کے بانی اور بہت ہی مقبول عوامی لیڈر مہاتیر محمد سیاست میں ریٹامنٹ کے باوجود دوبارہ اپنی ہی جماعت کے خلاف الیکشن میں حصہ لے رہے تھے، ملائیشیا کی حزب اختلاف کے اتحاد نے سابق وزیر اعظم مہاتیر محمد کی زیر صدارت پارلیمانی انتخابات میں تاریخی کامیابی حاصل کرتے ہوئے حکومتی اتحاد کے ٦٠ سالہ اقتدار کو ختم کردیا ہے، مہاتیر محمد کے حزب مخالف اتحاد نے ۱۱۵ نشستوں پر کامیابی حاصل کی ہے، حالانکہ اقتدار میں آنے کے لئے ان کو ۱۱۲ سیٹوں کی ضرورت تھی۔ ۹۲ سالہ مہاتیر محمد نے برسرِ اقتدار باریسن نیشنل اتحاد کو شکست دی ہے جو کہ اس کی اپنی جماعت ہے اور گذشتہ ٦٠ برس سالوں سے اقتدار میں ہے۔

مہاتیر محمد نے یہ الیکشن ۹۲ سال کی عمر میں لڑا اور عوام میں اپنی بے مثال خدمات اور ہر دلعزیزی کے باعث تاریخی کامیابی سے ہمکنار بھی ہوئے۔ مہاتیر نے مجبوراً الیکشن میں حصہ لیا کیونکہ انہوں نے بڑی مشکلوں سے ملائیشیا کی تباہ حال معیشت کو بحال کرکے عالمی معاشی قوتوں کی صف میں لاکھڑا کردیا تھا اور اپنی خداداد صلاحیتوں، انتھک محنت کے باعث ملائیشیا کے تمام شعبہ ہائے زندگی اور حکومت کو مکمل نئی جہت اور نئی وسعتوں پر جاپان، چین اور سنگاپور جیسے خوبصورت جدید، صاف ستھرے ممالک کے ہم پلہ کردیا تھا لیکن اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد اس کے جانشینوں نے ملائیشیا کو ایک بار پھر کرپشن، بدانتظامی اور اقربا پروری کی پرانی ڈگر پر ڈال دیا اور ترقی یافتہ ملک ایک بار پھر کرپٹ دیمک کی زَد میں آ گیا۔ اسی فکر نے مہاتیر محمد کو ۹۲ سال کی عمر میں سیاست کی وادی پرخار میں دوبارہ آنے پر مجبور کردیا۔ امید ہے مہاتیر محمد انشاء اللہ اپنے ملک کو اپنے پیروں پر دوبارہ کھڑا کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔

ان دونوں ممالک کے انتخابات کے بعد پاکستان میں بھی ۲۵ جولائی کو الیکشن منعقد ہوئے گو کہ

الیکشن کے انعقاد کے بارے میں بہت سی چہ میگوئیاں ہورہی تھیں لیکن بالآخر کافی خون خرابے کے بعد الیکشن ہوہی گئے، جسمیں تحریک انصاف اکثریتی پارٹی کے طور پر سامنے آئی ہے اور باقی تمام سیاسی، لسانی اور مذہبی جماعتوں کے اتحاد ایم ایم اے کو بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اپوزیشن کی جماعتوں نے الیکشن میں حسب معمول دھاندلی کا الزام لگایا ہے جس کا پاکستانی سیاست میں ہمیشہ ہی انتخابات کے بعد رونا رویا جاتا ہے، گو کہ تحریک انصاف اپنی کامیابی کو تبدیلی کے نعرے اور کے پی کے میں ایک ''مثالی'' حکومت کی کامیابی کا ثمرہ قرار دے رہے ہیں اگرچہ ان کے دعویٰ میں وزن پایا جاتا ہے لیکن پھر بھی حالیہ انتخابات میں الیکشن کمیشن کی نااہلی اور نگران حکومت کی انتظامیہ پر شکوک وشبہات کا اظہار کھلم کھلا کیا جارہا ہے۔ تحریک انصاف کی قیادت اور پاکستان کے نئے حکمرانوں کیلئے ترکی اور ملائیشیا کی لیڈرشپ سے بہت کچھ سیکھنا اور سمجھنا چاہیے کہ کس طرح مہاتیر محمد اور اردگان نے اپنے تباہ حال ممالک اور بکھری، منتشر قوم کو اکھٹا کیا اور وہاں پر ایک مثالی تبدیلی لیکر آئے۔ اسی طرح عمران خان نے کامیابی کے بعد جو پہلی تقریر قوم سے کی وہ بھی بظاہر بہت اچھے اور خوشنما وعدوں اور دعووں پر مشتمل تھی اور اس میں انہوں نے بار بار ریاست مدینہ منورہ کی طرز پر اپنی نئی حکومت کا قیام اور اُنہی اصولوں کا ذکر خیر کیا۔ اب اللہ نے عمران خان کو انتخابات کے ذریعے بہت بڑا موقع فراہم کیا ہے کہ وہ کس طرح ایک مثالی حکمران بن کر پاکستان جیسے زبوں حال، قرضوں میں جکڑے اور خصوصاً کرپشن جیسے بدحال ملک کو اپنے اصل مقاصد اور حقیقی ڈگر پر لاتے ہیں؟ ان کے سامنے عوامی توقعات کا سمندر، بلند بانگ انتخابی وعدوں، دعووں کا کوہ ہمالیہ اور پاکستانی تاریخ کی سب سے بڑی اپوزیشن کھڑی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے معاشی بحرانوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ بھی منتظر ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ستر برس بعد اہل پاکستان کے مقدر کا ستارہ روشن ہوتا ہے یا مزید گہنایہ جاتا ہے؟ الیکشن میں خوشنما تقاریر بہت ہوچکی ہیں اب عملی، انقلابی، معاشی، فلاحی، اسلامی، عوامی اور فوری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ عمران خان یاد رکھیں! اقتدار، اسمبلیاں اور حکومتی محلات قدرت اور عوام کے غیظ وغضب کے سامنے ریت کے گھروندے بننے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ میاں نواز شریف، زرداری اور جنرل مشرف کی مثالیں آپکے سامنے ہیں، غلامانہ خارجہ پالیسی کا طوق بھی مکمل طور پر پھینک دینا چاہئے، اور افغانستان میں پائیدار اور مستقل امن کیلئے خصوصی پالیسی تیار کرکے فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے، ختم نبوت کے مسئلہ پر آپ مغربی اور خصوصاً قادیانیوں کے دباؤ میں بالکل نہ آئیں ورنہ انجام نواز شریف سے زیادہ خطرناک ہوگا۔ نئی حکومت کو ورثے میں تباہ حال معاشی بدحالی، کرپٹ حکومتی اداروں اور ساری سیاسی جماعتوں کی دشمنی کا بھی سامنا ہے۔ ان تمام معروضی حقائق کی روشنی میں ''امید صبح'' کی تمنا کرنا ایک مشکل امر ہے۔ خدا کرے کہ نئی حکومت ملک وملت کی ڈوبتی ناؤ کو بحرانوں سے بحفاظت نکال کر ساحل مراد تک پہنچا سکے۔